جس طرح استدلال کیا ہے، پہلے مفسرین کے حوالے دے کر اس کی تغلیط کی ہے۔

" پہلی آیت ہے۔

وکذالك جعلنکم امۃً وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیداً۔ اس آیت کو سمجھنے کے لئے جب ہم علمائے تفسیر کی طرف رجوع کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ تقریباً سب کے سب اس میں "شہادت" سے مراد ایک ایسا کام لیتے ہیں، جس کا تعلق اس دنیا سے نہیں، بلکہ آخرت سے ہے" اس ضمن میں مصنف نے علامہ آلوسی بغدادی اور ابو حیان اندلسی کی تشریحات پیش کی ہیں۔

" دوسری آیت جو اس سلسلے میں پیش کی جاتی ہے، حسب ذیل ہے۔

شرع لکم من الدین ما وصّٰی بہ نوحا والذی اوحینا الیك وما وصّینا بہ ابراھیم وموسیٰ وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ۔
اس آیت سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ اس میں "الدین" سے مراد وہ سارے انفرادی واجتماعی، قومی و بین الاقوامی احکام ہیں جو اسلامی شریعت میں ملتے ہیں۔ اور اقامت کا مطلب ہے ان کو قائم کرنا۔ اس طرح یہ آیت پورے شرعی نظام کو مکمل طور پر انسانی زندگی میں غالب و نافذ کرنے کا حکم دے رہی ہے۔"

بقول مصنف کے، "مگر یہ اس آیت کی ایسی تفسیر ہے جو میرے علم کی حد تک کسی قابل ذکر مفسر نے اب تک نہیں کی۔ تمام علمائے تفسیر اس آیت میں الدّین سے مراد اصل دین یا دین کی بنیادی تعلیمات لیتے ہیں کہ کُل دین ان کے نزدیک اقامتِ دین سے مراد سارے شرعی نظام کو لوگوں کے اوپر قائم کرنا نہیں ہے، بلکہ دین کے اس بنیادی حصّے کو پوری طرح اختیار کرنا ہے جو ہر شخص سے اور ہر حال میں لازمی طور پر مطلوب ہے اور جس کو اپنی زندگی میں پوری طرح شامل کر لینے کے بعد کوئی شخص خدا کی نظر میں مسلمان بنتا ہے (........ سائر ما یکون المرء باقامتہ مسلماً ـــ مدارک التنزیل وغیرہا)"

پھر اقیموا الدین کے فقرے کا یہ مطلب کہ "دین کو غالب اور نافذ کرو" یا یہ کہ "اپنی ذات سے لے کر ساری دنیا تک اسے زندگی کے شعبوں میں جاری کرو" ہرگز نہیں ہے۔ اس سلسلے میں مصنف لکھتے ہیں۔